بُت پرست رومیوں کا تہوار

ڈاکٹر گوہر مشتاق

ویلنٹائن ڈے ۔ بُت پرست رُومیوں کا تہوار

(Valentine's Day -
A Practice of Idol-worshipping Romans)

ڈاکٹر گوہر مشتاق

اذان سحر پبلی کیشنز

منصورہ، ملتان روڈ، لاہور فون 042-35435667

فہرست

جملہ حقوق محفوظ ہیں!

نام کتاب : ویلنٹائن ڈے۔ بُت پرست رومیوں کا تہوار

مصنف : ڈاکٹر گوہر مشتاق

ناشر : عباس اختر اعوان

اذان سحر پبلی کیشنز، منصورہ۔ ملتان روڈ لاہور

اشاعت اول : اپریل 2012ء

مطبع : رانا پرنٹرز، لاہور

قیمت : 25 روپے

ملنے کے پتے:

- ◆...... ادارہ معارف اسلامی منصورہ ملتان روڈ لاہور۔ 5432419
- ◆...... ادارہ مطبوعات طلبہ 1۔اے ذیلدار پارک، اچھرہ لاہور۔ 7553991
- ◆...... دی بک ڈسٹری بیوٹرز، کراچی، 021-2787137
- ◆...... مسٹر بکس، سپر مارکیٹ، اسلام آباد فون 051-2278843,2278845
- ◆...... اسلامی کتاب گھر، خیابان سرسید، راولپنڈی 051-4830451
- ◆...... ملک اولڈ بک ڈپو، کمیٹی چوک راولپنڈی
- ◆...... احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک راولپنڈی
- ◆...... مکتبہ تبلیغ اسلام، الاکرام بلڈنگ راولپنڈی 5962137
- ◆...... النور اسلامک بکس۔ سنگاپور پلازہ۔ صدر۔ راولپنڈی 5794605
- ◆...... ادارہ تطہیر افکار، جی ٹی روڈ، پشاور۔ 091-262407
- ◆...... ادارہ پاسبان خبر مرکز۔ 1 سرور روڈ، نزد سٹیٹ بینک بلڈنگ ملتان

ان کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ ڈاکٹر گوہر امریکہ کے تعلیمی اداروں، مساجد اور اسلامی سینٹروں میں جمعے کے خطبات اور لیکچرز دیتے رہتے ہیں۔ اِس کے علاوہ اسلامی رسائل میں اسلام اور سائنس کے موضوعات پر کالم بھی لکھتے ہیں۔ انگلش اور اردو میں اسلامی کتب کے مصنف ہیں۔

اُن کی اردو کی کتابوں کی لسٹ درج ذیل ہیں:

1-----ایک آنکھ والا دجال

2-----موسیقی، اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں

3-----انسانی دل اور قبولِ اسلام۔ ایک مذہبی اور سائنسی تجزیہ

4-----معرکہ روح وبدن

5-----پردہ : عقلمند خواتین کا انتخاب

6-----دجالی دور اور مسلم نوجوان

7-----داڑھی کی اہمیت قرآن وسنت اور جدید سائنس کی روشنی میں

8-----ویلنٹائن ڈے۔ بُت پرست رومیوں کا تہوار

9-----سورۃ الواقعہ کی سائنٹفک تفسیر

10-----سورۃ یٰسٓ کی تفسیر

11----- تزکیۂ نفس، اسلام اور جدید علم نفسیات کی روشنی میں

ویلنٹائن ڈے ۔ بُت پرست رُومیوں کا تہوار

(Valentine's Day - A Practice of Idol-worshipping Romans)

قوموں کی غلامی میں سب سے خطرناک قسم ذہنی غلامی ہے۔اِسی کے متعلق اقبال نے فرمایا تھا:

ے تھا جو ناخوب بتدریج وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

آج مسلمانوں میں جو غیر اسلامی رسومات پھیل رہی ہیں اُن میں سب سے قوی محرک مغرب کی ذہنی غلامی ہے جو مسلمانوں کے دل و دماغ پر مسلط ہے۔البرٹ میمی (Albert Memmi) نے جو تیونس کا ایک یہودی مصنف ہے،اپنی کتاب "The Colonizer & the Colonized" (غالب قوم اور مغلوب قوم) (مطبوعہ امریکہ 1991ء) میں انتہائی گہرائی میں اُن نفسیاتی عوامل کا ذکر کیا ہے جو ایک مغلوب قوم میں احساس کمتری کی وجہ سے اثر انداز ہوتے ہیں۔وہ مغلوب قوم کے باشندوں کے بارے میں لکھتا ہے کہ چونکہ وہ غالب قوم سے ذہنی طور پر مرعوب ہوتے ہیں اور اس پر رشک بھی کرتے ہیں اس لیے انہیں اپنے آقاؤں کی نقل کرنے میں ذہنی تسکین ہوتی ہے کیونکہ انہیں اپنے آقاؤں میں قوت اور اقتدار نظر آرہا ہوتا ہے۔آج پاکستان کے مسلمان نوجوانوں میں جو غیر اسلامی (بلکہ بُت پرستانہ)

رسومات پائی جاتی ہیں اُن میں سے ایک رسم 14 فروری کو ویلنٹائن ڈے (Valentine's Day) منانا ہے۔ یہ بیماری پاکستان میں پچھلے چند سالوں میں طاعون اور ہیضے کی وبا کی سی تیزی سے پھیلی ہے۔ ٹی وی ڈراموں اور ٹاک شوز، میوزک شوز، کیبل ڈش، انٹرنیٹ گپ شپ (Chatting) اور سیل فونوں کی بدولت ویلنٹائن ڈے کی بیماری نے پاکستان کے بڑے شہروں سے نقل کر قصبوں اور دیہاتوں تک کے نوجوان لڑکوں لڑکیوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ آج لوگ بغیر کسی احساسِ ندامت کے اپنے موبائل فون سے ویلنٹائن ڈے کی مبارکباد کا SMS message اپنے جاننے والوں کو forward کر دیتے ہیں۔

پاکستان ایک اسلامی ملک ہے لیکن یہاں پر میڈیا اور حکمران طبقے میں بعض منافقین کی موجودگی کی وجہ سے اِس تہوار کو بھرپور طور پر سرکاری اور میڈیا کی سرپرستی دی جارہی ہے۔ جونہی فروری کا مہینہ شروع ہوتا ہے پاکستان کے بازار اور منڈیاں اسی یومِ محبت کے سرخ رنگ اور دل کی علامت والے تحائف سے مزین ہو جاتے ہیں۔

افسوس اس بات پر ہے کہ 14 فروری کو صرف ہوٹل اور نائٹ کلب ہی نہیں بلکہ گلی گلی کے کارنر پر اور چوراہوں میں آزادی کے نام پر آزادی کی تمام حدیں پار کی جاتی ہیں۔ ہر دوسرے گھر سے شرم وحیا کا جنازہ نکالا جاتا ہے۔ مسلمان اِس رسوائے زمانہ دن کو یومِ محبت کے طور پر مغرب کی اندھی تقلید میں مناتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ وہ کس رسول ﷺ کی امت سے ہیں؟

ویلنٹائن ڈے کی تاریخ

عیسائیوں کے اکثر تہواروں کی طرح ویلنٹائن ڈے کی جڑیں بھی بت پرست رومیوں تک پہنچتی ہیں۔ ویلنٹائن ڈے کو 400 سال قبل مسیح رومیوں نے رومن دیوتا لیوپرکس (Lupercus) کے اعزاز میں ایک بت پرست رسم (pagan ritual) کے طور پر شروع کیا۔ قدیم روما میں یہ تہوار نوجوان لڑکوں لڑکیوں کے لئے منایا جاتا تھا۔ اس تہوار کی

سب سے پُرکشش چیز محبت کی لاٹری تھی۔ اِس تہوار میں کنواری لڑکیاں محبت کے خطوط لکھ کر ایک بہت بڑے گلدان میں ڈال دیتی تھیں۔اس کے بعد محبت کی اس لاٹری میں سے رُوم کے نوجوان لڑکے ان لڑکیوں کا انتخاب کرتے جن کے نام کا خط لاٹری میں ان کے ہاتھ آیا ہوتا۔ پھر وہ نوجوان لڑکے لڑکیاں کورٹ شپ (Courtship) کرتے یعنی شادی سے پہلے آپس میں ہم آہنگی (Understanding) پیدا کرنے کے لیے ملاقاتیں کرتے۔

Webster`s Family Encyclopedia (مطبوعہ امریکہ 1987ء) کے مطابق عیسائیت کے مذہبی رہنماؤں نے اِس مشہور بت پرست رسم کو ختم کرنے کی بجائے اسے سینٹ ویلنٹائن ڈے کے تہوار میں بدل دیا۔ دراصل جیسا کہ ہمیشہ سے عیسائیت کا ریکارڈ رہا ہے عیسائی مذہبی رہنماؤں نے ایک دیوتا (Lupercus) کے اعزاز میں ہونے والی اِس رسم کو روکنے کی ناکام کوشش کی۔انھوں نے پہلے عورتوں کے نام کی لاٹری نکالنے کی رسم کی بجائے عیسائی اولیاء (saints) کے ناموں کی لاٹری شروع کرنے کی کوشش کی۔اس طرح کرنے کا مقصد یہ تھا کہ آنے والے سال میں نوجوان مرد حضرات اُن اولیاء کی زندگیوں کو اتباع کرنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن عیسائیت کو صرف اتنی کامیابی ہوئی کہ انھوں نے لیوپرکس دیوتا کے نام ہونے والی لیوپرکلیا (Lupercalia) کی رسم سے بدل کر سینٹ ویلنٹائن ڈے (St. Valentine's) رکھ دیا۔ یہ کام 496ء میں پادری گیلیسیس (Pope Gelesius) نے کسی عیسائی راہب سینٹ ویلنٹائن کے نام پر اِس رسم کا نام رکھ کر انجام دیا۔ ویلنٹائن ڈے کی ابتداء سے متعلق قصے تو بہت سے مشہور ہیں لیکن زیادہ مشہور قصے کے مطابق ایک ویلنٹائن نامی پادری کو بادشاہ نے عیسائیت قبول کرنے پر جیل میں بھجوادیا۔ وہاں پر اُس کو جیلر کی بیٹی سے عشق ہوگیا۔ بادشاہ کو اِس کا علم ہوا تو اُس نے پادری کو سزائے موت دیدی۔ تاہم Webster's Family Encyclopedia (مطبوعہ امریکہ 1987ء) کے مقالہ نگار کے مطابق سینٹ ویلنٹائن (جس کی وفات 269 عیسوی میں ہوئی) کی زندگی کا اس تہوار یا جو کچھ اس تہوار میں کیا جاتا ہے، اس سے کوئی تعلق نہیں۔ وَاللّٰہُ اعلم

پوری دنیا میں جہاں بھی ویلنٹائن ڈے منایا جاتا ہے وہاں پر سرمایہ دارانہ نظام کے مفادات اور خفیہ ہاتھ بھی کام کر رہے ہوتے ہیں۔ امریکہ میں 1840ء میں ایستھر ہالینڈ (Esther Holland) نامی ایک خاتون نے قومی پیمانے پر ویلنٹائن ڈے کارڈ بیچنے شروع کئے اور 5000 ڈالر کے کارڈ فروخت کیے جو اُس دور میں بہت بڑی رقم تھی۔ اُس وقت سے ویلنٹائن ڈے کی مصنوعات بنانے کی صنعت مسلسل ترقی کر رہی ہے اور نوجوان لڑکوں لڑکیوں کے سفلی جذبات سے کھیل رہی ہے۔ بعد میں ویلنٹائن ڈے کی صنعت میں کارڈ بنانے والوں کے علاوہ سرخ پھول بیچنے والے، چاکلیٹ فروخت کرنے والے اور ریسٹورانٹ کے مالکان بھی شامل ہوگئے اور بہتی گنگا میں سب ہاتھ دھونے لگ گئے۔

ویلنٹائن ڈے (یومِ محبت) کی شرعی حیثیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں غیر مسلموں کی نقالی کرنے سے سختی سے منع کیا ہے حدیث میں آتا ہے:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (سنن ابی داود) (1)

"جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے۔"

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث کفار کی ان کے اقوال وافعال، لباس (پہناوے)، تہواروں، عبادات اور اُن کے علاوہ دیگر ایسے امور میں جسے ہماری شریعت نے ہمارے لئے مشروع وجائز نہیں قرار دیا ہے، مشابہت اختیار کرنے پر وعید، دھمکی اور سخت ممانعت پر دلالت کرتی ہے۔" (تفسیر ابن کثیر ۱/ ۲۴۸)

---

1) اس حدیث کو شیخ ناصر الدین البانی نے اپنی کتاب "صحیح الجامع" (جلد 2 / نمبر 1058) میں صحیح قرار دیا ہے۔

نیز اس تہوار کے منانے سے بے حیائی، فحش کاری اور بدکاری پھیلتی ہے اور اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾

(النور:۱۹)

"جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے آرزومند رہتے ہیں ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہیں۔"

اس آیت میں ہر اُس شخص کے لیے سخت دھمکی موجود ہے جو اس بات کا خواہش مند ہے کہ مسلم معاشرے میں بے حیائی پھیلے اور ہر شخص یہ جانتا ہے کہ ویلنٹائن ڈے ایک ایسا تہوار ہے کہ جس کو منانے اور معاشرے میں عام کرنے سے روحانیت کی فضا نہیں پھیلتی بلکہ بے حیائی کی فضا ہی پھیلتی ہے۔ جو شخص معمولی ذہانت رکھتا ہو وہ بھی یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ "یوم محبت" منانے سے معاشرے میں کیا پیغام پھیلتا ہے؟ ذیل میں حضرت عمر فاروق ؓ اور چند علمائے اسلام کے غیر مسلموں کے تہواروں سے متعلق فتاویٰ پیش کیے جاتے ہیں:

حضرت عمر فاروق ؓ

امام بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت عمر فاروق ؓ کا غیر مسلموں کے تہواروں سے متعلق ایک اثر نقل کیا ہے۔ امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

"عجمیوں کی زبان نہ سیکھو، مشرکوں کے تہوار کے دن اُن کے گرجا گھروں میں نہ داخل ہو کیونکہ اُن پر (اللہ کی) ناراضگی نازل ہوتی ہے۔" (سنن البیهقی ۹/۳۹۲)

نیز عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا:

"اللہ کے دشمنوں سے اُن کے تہوار میں اجتناب کرو۔" (سنن البیھقی ۹/۳۹۲)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے غیر مسلموں کے تہواروں سے متعلق درج ذیل فتویٰ دیا تھا:

"اگر کسی مسلمان نے کسی مجوسی کو نوروز (مجوس کے مذہبی تہوار) کے موقع پر ایک انڈا بھی تحفے میں دیا تو وہ کافر ہو جائے گا۔" (شرح فقه الاکبر) (1)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ حضرت عمر بن خطاب کے اوپر بیان کیے گئے قول کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کی زبان سیکھنے اور اُن کے تہوار کے دن اُن کے کنیسہ میں محض داخل ہونے سے منع فرمایا ہے تو پھر اُن کے بعض کاموں کو کرنے کا کیا حال ہوگا؟ یا اُن کے دن کے تقاضے کے مطابق کسی کام کے کرنے کا کیا حکم ہوگا؟ کیا کام کے اندر غیر مسلموں کی موافقت کرنا زبان کے اندر موافقت کرنے سے زیادہ سنگین نہیں ہے؟ یا اُن کے تہوار کے بعض کاموں کو انجام دینا محض اُن کے تہوار کے دن اُن کے پاس جانے سے زیادہ گمبھیر نہیں ہے؟ اور جب اُن کے تہوار کے دن اُن کے عمل کے سبب اُن پر ناراضگی برستی ہے تو کیا جو شخص عمل یا اس کے بعض حصے میں ان کا ہم شریک ہوگا وہ اُس کی سزا سے دوچار نہیں ہوگا؟"

(اقتضاء الصراط المستقیم)

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ آگے جا کر لکھتے ہیں:

"کیا عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان اللہ کے دشمنوں سے ان کے تہوار میں ملاقات کرنے اور

---

1) شرح فقه الاکبر۔ ملاعلی القاری، صحفه 479، مکتبه الخسار، ترکی

ان کے ساتھ مل بیٹھنے سے منع نہیں کرتا ہے؟ تو پھر اس شخص کا کیا حکم ہوگا جو اُن کے تہوار کو مناتا ہے؟ (اقتضاء الصراط المستقیم ۱/۴۵۸) (1)

حافظ شمس الدین ذہبیؒ

امام الذہبیؒ نے غیر مسلموں کے تہوار منانے کے سلسلے میں درج ذیل فتویٰ دیا:

''جب یہودیوں کی خاص عید ہے اور عیسائیوں کی اپنی خاص عید ہے تو پھر جس طرح اُن کی شریعت اور قبلہ میں مسلمان شخص شریک نہیں، اسی طرح اُن کے تہواروں میں بھی شریک نہیں ہو سکتا۔'' (مجلة الحكمة ۳/۱۹۳)

علامہ ابن القیم الجوزیہ

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''کفار کے خصوصی شعار جو صرف ان کے ساتھ ہی خاص ہیں ان کی مبارکبادی دینا متفقہ طور پر حرام ہے مثلاً انہیں اُن کے تہواروں یا روزے کی مبارکبادی دیتے ہوئے یہ کہا جائے: آپ کو عید مبارک یا آپ کو یہ تہوار مبارک ہو لہٰذا اگر اسے کہنے والا کفر سے بچ جائے تو پھر بھی یہ حرام کردہ اشیاء میں سے ہے، اور یہ اسی طرح ہے کہ صلیب کو سجدہ کرنے والے کسی شخص کو مبارکبادی دی جائے۔ اور بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کے یہاں دین کی کوئی قدر و قیمت نہیں، وہ اِس کا ارتکاب کرتے ہیں اور انہیں یہ علم بھی نہیں ہوتا کہ انہوں نے کتنا بڑا قبیح جرم کیا ہے لہٰذا جس نے بھی کسی کو معصیت اور نافرمانی، یا کفر و بدعت پر مبارکبادی دی اُس نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے غصہ اور ناراضگی پر پیش کر دیا۔'' (احكام اهل الذمة ۱/۴۴۱-۴۴۲)

---

1) حَقِيقَه عِيدَ الحُبَ وَحُكْمَهُ الشَّرْعي (اللغة الاردية)

اعداد: عطاالرحمٰن ضیاءاللہ ۔ مراجعہ: شفیق الرحمٰن ضیاءاللہ مدنی مطبوعہ الریاض، 2008ء

چنانچہ ویلنٹائن ڈے (یومِ محبت) کے موقع پر کسی کو مبارک باد دینا یا قبول کرنا بھی جائز نہیں کیونکہ نہ تو یہ مسلمانوں کا تہوار ہے اور نہ ہی اُن کی عید اور اگر کوئی مسلمان کسی کو ویلنٹائن ڈے پر مبارکبادی دے بھی تو اُسے جواباً مبارکبادی نہیں دینی چاہیے۔

شیخ محمد بن صالح العثیمین

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمینؒ سے ویلنٹائن ڈے کے سلسلے میں فتویٰ پوچھا گیا جو کہ درج ذیل ہے:

سوال: کچھ عرصہ سے یوم محبت کا تہوار منایا جانے لگا ہے اور خاص کر طالبات میں اِس کا اہتمام زیادہ ہوتا ہے، جو نصاریٰ کے تہواروں میں سے ایک تہوار ہے اِس دن پورا لباس ہی سرخ پہنا جاتا ہے اور جوتے تک سرخ ہوتے ہیں اور آپس میں سرخ گلاب کے پھولوں کا تبادلہ بھی ہوتا ہے ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ اِس طرح کے تہوار منانے کا حکم بیان کریں اور اس طرح کے معاملات میں آپ مسلمانوں کو کیا نصیحت کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت کرے۔

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد: یوم محبت کا تہوار کئی وجوہات کی بنا پر ناجائز اور حرام ہے:

1۔ یہ بدعی تہوار ہے اور اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔

2۔ یہ تہوار عشق و محبت کی طرف دعوت دیتا ہے۔

3۔ یہ تہوار دل کو اِس طرح کے سطحی رذیل امور میں مشغول کر دیتا ہے جو سلف صالحین کے طریقے سے ہٹ کر ہے لہٰذا اس دن اس تہوار کی کوئی علامت اور شعار ظاہر کرنا جائز نہیں، چاہے وہ کھانے پینے میں ہو یا لباس یا تحفے تحائف کے تبادلہ کی شکل میں ہو، یا اس کے علاوہ کسی اور شکل میں ہو۔ اور مسلمان شخص کو چاہیے کہ اپنے دین کو عزیز سمجھے اور ایسا شخص نہ بنے کہ ہر

حائل لگانے والے کے پیچھے چلنا شروع کردے (یعنی ہر ایک کے رائے وقول کی صحیح وغلط کی تمیز کیے بغیر پیروی اور اتباع کرنے لگے) میری اللہ سے دعا ہے کہ مسلمانوں کو ہر طرح کے ظاہری وباطنی فتنوں سے محفوظ رکھے اور ہمیں اپنی ولایت میں لے اور توفیق سے نوازے واللہ تعالیٰ اعلم" (1)

مستقل کمیٹی برائے تحقیقات وافتاء کا فتوی:

اللجنة الدائمه للبحوث العلميه و الافتاء کو ویلنٹائن ڈے کے منانے کے سلسلے میں ایک مسلم نوجوان عبداللہ آل ربیعہ کا ایک مراسلہ 23 نومبر 1420ھ کو موصول ہوا۔اس مراسلے میں درج سوال اور اس پر علماء کا فتوئی (21203) یہاں درج کیا جاتا ہے:

سوال: بعض لوگ ہر سال چودہ فروری کو یوم محبت (ویلنٹائن ڈے) کا تہوار مناتے ہیں اور اس دن آپس میں ایک دوسرے کو سرخ گلاب کے پھول ہدیہ میں دیتے ہیں اور سرخ رنگ کا لباس پہنتے ہیں اور ایک دوسرے کو مبارکبادی بھی دیتے ہیں اور بعض مٹھائی کی دکان والے سرخ رنگ کی مٹھائی تیار کر کے اُس پر دل کا نشان بناتے ہیں اور بعض دکاندار اپنے مال پر اِس دن خصوصی اعلانات بھی چسپاں کرتے ہیں تو اس سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: سوال پر غور وفکر کرنے کے بعد مستقل کمیٹی نے کہا کہ کتاب وسنت کی واضح دلائل اور سلف صالحین کے اجماع سے یہ بات ثابت ہے کہ اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں کوئی تیسری نہیں،ایک عید الفطر اور دوسرا عید الاضحیٰ،ان دونوں کے علاوہ جو بھی تہوار یا عید چاہے کسی عظیم شخصیت سے متعلق ہو یا جماعت سے یا کسی واقعہ سے یا اور کسی معنی سے تعلق ہو سب بدعی

---

1) حكم الاحتفال بعيد الحب في ضوء الكتاب و السنة (اللغة الاردية)
ترتيب: شفيق الرحمن ضياء الله، مراجعة:ابوعبد المعيد مطبوعه الرياض، 2008ع ،المكتب التعاوني الدعوة وتوعية الجاليات

تہوار ہیں۔ مسلمان کیلئے اُن کا منانا، یا اقرار کرنا، یا اُس تہوار سے خوش ہونا یا اُس تہوار کا کسی بھی چیز کے ذریعہ تعاون کرنا جائز نہیں، اِس لئے کہ یہ اللہ کے حدود میں زیادتی ہے اور جو شخص بھی حدودُ اللہ میں زیادتی پیدا کرے گا تو وہ اپنے ہی نفس پر ظلم کرے گا۔

اور جب ایجاد کردہ تہوار کے ساتھ یہ مِل گیا کہ یہ کفار کے تہواروں میں سے ہے تو یہ گناہ اور معصیت ہے اس لئے کہ اِس میں کفار کی مشابہت اور موالات ودوستی پائی جاتی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو کفار کی مشابہت اور اُن سے مودّت ومحبت کرنے سے اپنی کتاب عزیز میں منع فرمایا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ فرمان ثابت ہے کہ: (من تشبه بقوم فهو منهم) جو شخص کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو وہ انھیں میں سے ہے۔"

اور "محبت کا تہوار" بعینہٖ مذکورہ بالا جنس یا قبیل سے ہے اس لئے کہ یہ بت پرست نصرانیت کے تہواروں میں سے ہے لہذا کسی مسلمان کلمہ گو شخص کیلئے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اِس تہوار کو منانا، یا اقرار کرنا، یا اِس کی مبارکبادی دینا جائز نہیں بلکہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے اور اُن کی غضب وناراضگی سے دور رہتے ہوئے اِس تہوار کا چھوڑنا اور اِس سے بچنا ضروری ہے، اسی طرح مسلمان کیلئے اس تہوار یا دیگر حرام تہواروں میں کسی بھی طرح کی اعانت کرنا حرام ہے چاہے وہ تعاون کھانے، یا پینے، یا خرید فروخت، صناعت یا ہدیہ وتحفہ، یا خط وکتابت یا اعلانات وغیرہ کے ذریعہ ہو، اس لئے کہ یہ سب گناہ وسرکشی میں تعاون اور اللہ ورسول کی نافرمانی کے قبیل سے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(المائدۃ: آیت ۲)

"نیکی اور پرہیزگاری کے معاملے میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم وزیادتی میں مدد نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔"

اور مسلمان کیلئے ہر حالت میں کتاب وسنت کو پکڑے رہنا خاص طور سے فتنہ وکثرتِ فساد

کے اوقات میں لازم وضروری ہے، اسی طرح ان لوگوں کی گمراہیوں میں واقع ہونے سے بچاؤ اور ہوشیاری اختیار کرنا بھی ضروری ہے جن پر اللہ کا غضب ہوا اور جو گمراہ ہیں (یعنی یہود ونصاریٰ) اوران فاسقوں سے بھی جو اللہ کی قدر و پاس نہیں رکھتے اور نہ ہی اسلام کی سربلندی چاہتے۔

اور مسلمان کے لیے ضروری کہ وہ ہدایت اوراس پہ ثابت قدمی کے لیے اللہ ہی کی طرف رجوع کرے کیونکہ ہدایت کا مالک صرف اللہ ہےاوراسی کے ہاتھ میں توفیق ہےاوراللہ ہمارے نبی محمد ﷺ، اُن کے آل واصحاب پر درود وسلام نازل فرمائے آمین!" (1)

جدید ٹیکنالوجی سے بے حیائی میں اضافہ

آج ٹی وی ڈراموں، میوزک شوز، لچر افسانوں اور فلموں کے ذریعے نوجوانوں کے جنسی جذبات کو نہ صرف مشتعل کیا جاتا ہے بلکہ انہیں معاشقوں کے جدید ترین طریقے بھی سکھائے جاتے ہیں۔اس کے بعد نوجوان لڑکےلڑکیاں ای میل، انٹرنیٹ چیٹنگ اور سیل فون (جس کے اندر اب بے حیائی کو مزید بڑھانے کے لیے کیمرے کی سہولت مہیا کردی گئی ہے) کے ذریعے معاشقے کرتے ہیں اور ویلنٹائن ڈے پر اُن کا بھر پور استعمال کرتے ہیں۔اسی طرح اُس دن پاکستان کے بڑے شہروں میں میوزیکل کنسرٹس منعقد کیے جاتے ہیں جو بے حیائی کا مرقع ہوتے ہیں اوراس میں شمولیت اختیار کرنے والے لڑکوں لڑکیوں کو تلقین کی جاتی ہے کہ وہ سب سرخ قمیصیں (Red Shirts) میں ملبوس ہو کر آئیں اور ایک دوسرے کے جذبات کو بھڑکائیں۔دلچسپ بات یہ ہے کہ عیسائی آرٹ میں سرخ رنگ کو شیطان کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے کیونکہ اُن کے مطابق:

---

1) دائمی کمیٹی برائے تحقیقات وافتاء فتویٰ نمبر: (21203) بتاریخ 1420/11/23 بحوالہ:

حكم الاحتفال بعيد الحب في ضوء الكتاب والسنة

(Red colour stands for devil)

ویسے بھی شیطان انسان کو اسی بے حیائی کا درس تو دیتا ہے جس کے مظاہرے کے لیے نوجوان سرخ لباس پہن کر میوزیکل شوز میں شامل ہوتے ہیں۔

الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُم بِالْفَحْشَاءِ ﴾ (سورہ البقرہ : 268)

"شیطان تمہیں مفلسی سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کے کاموں کی ترغیب دیتا ہے۔"

مغربی صحافی خاتون امیلیا وازرمین (Amelia Wasserman) ویلنٹائن ڈے کے تباہ کن اثرات کے متعلق لکھتی ہیں:

"In 2010, The Canadian Adultery site, Ashley Madison, reported a spike of new registrations from both men and women the day after Valentine's Day." (1)

2010ء میں کینیڈا میں شادہ شدہ لوگوں کو آشنائی اور زنا کاری پر ابھارنے والی سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹ نے رپورٹ دی کہ ویلنٹائن ڈے کے فوراً بعد مرد اور خواتین کی اس ویب سائٹ پر رجسٹریشن میں اضافہ ہوا۔"

مسلمانوں کے دو ہی تہوار ہیں

مسلمانوں کے دو تہوار ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہیں یعنی عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ۔ انہی دو تہواروں پر ہمیں فخر ہونا چاہیے۔ زندہ قومیں دوسری اقوام سے تہوار مستعار نہیں لیا کرتیں۔ یہودی ایک زندہ قوم ہیں۔ وہ امریکہ میں رہتے ہوئے اپنے مذہب کی

---

1) Waserman, Amelia (Februray 14, 2011) "Stats Show Valentine's Day is Bad for Your Relationship" Technorati (http:/technorati.com/women/article/stats -show -valentines-day-is-bad)

تعلیمات پر سختی سے کاربند ہیں یہودی نوجوان لڑکوں لڑکیوں کو کبھی ویلنٹائن ڈے مناتے نہیں دیکھا گیا۔ ہندو بھی ایک بیدار قوم ہیں۔ تین سال پہلے یہ خبر امریکی رسالے USA Today, Feb. 14, 2003 میں چھپی تھی جس کا عنوان تھا:

"Anti-Valentine's Day activities erupt in India"

یعنی ویلنٹائن ڈے کے مخالفین انڈیا میں ظاہر ہو گئے۔ اس مضمون میں بتایا گیا تھا کہ ویلنٹائن ڈے کے مخالفین نے بمبئی اور دیگر شہروں میں "انڈین کلچر کو بچاؤ" کے نعروں کے ساتھ کارڈ بیچنے والی دکانوں پر چھاپے مار کر ویلنٹائن ڈے کے کارڈز کو آگ لگا دی کیونکہ اُن کے مطابق یہ تہوار نوجوانوں میں جنسی آوارگی (Promiscuity) پیدا کرتا ہے۔ وہاں کی شیوسینا پارٹی کے لیڈر بال ٹھاکرے نے کہا: ویلنٹائن ڈے انڈین سوسائٹی کے اخلاق اور کلچر کے خلاف ہے۔ شیوسینا کے دوسرے سیاسی لیڈر راشور سنگھ چوہدری نے رائٹرز نیوز (Reuters) کو بغیر کسی معذرت خواہانہ انداز اختیار کیے پوری خود اعتمادی کے ساتھ انٹرویو میں کہا:

"ویلنٹائن ڈے ایک فیشن بن گیا ہے۔ یہ ہمارے نوجوانوں کے کردار کو خراب (Spoil) کر رہا ہے۔" (1)

ذرا غور کریں یہ پاکستان کا کوئی مولوی یا عالم اسلام نہیں بول رہا کہ ہم اس پر تنگ نظری کا ٹھپہ لگا سکیں، یہ الفاظ ایک خوددار ملک کے ایک سیاست دان کے ہیں۔

مغرب کا جنسی انقلاب اور اسلام

مغرب میں جدید جنسی انقلاب (Sexual Revolution) کا آغاز 1960ء کی دہائی میں نوجوانوں کی تحریک حریت (Teenage Liberation Movement) کے ساتھ ہوا لیکن اُس کی جڑیں یونانی اور رومی تہذیب کی جنسی آوارگی

---

1) Feb. 14, 2003 "Anti-Valentine's Day activities erupt in India" USA Today.

سے جا کر ملتی ہیں۔ کیتھولک چرچ کی جنسیت کے معاملے میں سختی دراصل بت پرست رومیوں کی انتہائی شہوت رانی کے خلاف ردِ عمل تھا جس کی وجہ سے وہ دوسری انتہاء کو چلے گئے جس طرح پینڈلم (Pendulum) ایک انتہاء سے دوسری انتہاء کو جاتا ہے گو کہ کئی معاملات میں عیسائیت کو سمجھوتا کرنا پڑا مثلاً انہوں نے مشرکین کی ویلنٹائن ڈے کی رسم کو برقرار رکھا البتہ اُسے اپنے ایک ولی سینٹ ویلنٹائن کے ساتھ منسوب کر کے مذہبی رنگ دے دیا۔

عیسائیت کے بانی سینٹ پال (St. Paul) کو خود محبت میں ناکامی ہوئی تھی۔ نوجوانی کے دور میں جب سینٹ پال یہودی تھا اُسے یہودیوں کے ایک بہت بڑے مذہبی عالم دین کی بیٹی سے جو انتہائی خوبصورت تھی، عشق ہو گیا تھا لیکن اس کی شادی ایک رومن حکمران سے کر دی گئی تو سینٹ پال نے غصے میں آ کر عیسائیت اختیار کر لی۔ (1)

غالباً اسی وجہ سے سینٹ پال نے نہ صرف کہ خود شادی نہ کی بلکہ اُس نے دوسروں کو بھی جائز ازدواجی تعلقات سے کنارہ کشی کا درس دینا شروع کر دیا۔ عیسائیوں کے دوسرے بڑے مذہبی عالم سینٹ آگسٹائن (متوفی 430ء عیسوی) نے اپنی روحانی خودنوشت سوانح عمری "The Confessions" میں اس بات کا اقرار کیا ہے کہ نوجوانی کے دور میں وہ طوائفوں کے پاس باقاعدگی کے ساتھ جایا کرتا تھا اور ساتھ ساتھ خدا سے دعا کیا کرتا تھا "Oh God! Grant me faith but not yet." (اے اللہ! مجھے ایمان عطا فرما لیکن ابھی نہیں)

پھر سینٹ آگسٹائن نے مذہبیت اختیار کی تو اُس نے جائز ازدواجی تعلقات سے بھی اجتناب کا درس دینا شروع کر دیا۔ اسی طرح سینٹ جیروم (St. Jerome) نے بڑے شد و مد سے کہا کہ عیسائی عقیدے کے مطابق جو شخص اپنی بیوی سے بہت محبت کرتا ہے وہ شخص بھی گنہگار ہے اور اس نظریے کی کچھ عرصہ پہلے 1980ء میں آنجہانی پوپ جان پال دوم نے بھی

---

1) Ata-ur-Rahim, Muhammad & Thomson, Ahmed (1996) Jesus: Prophet of Islam. London, Ta-Ha Publishers

تائید کی ہے۔ یہ عیسائیت کی انہی غیر فطری سختیوں کا نتیجہ تھا کہ بیسویں صدی میں مغرب میں جنسی انقلاب رونما ہوا اور آج میڈیا پوری دنیا میں اسے پھیلا رہا ہے۔ اس لحاظ سے اگر ہم ویلنٹائن ڈے کو اس جنسی انقلاب کا جنم دن (Birthday of Sexual Revolution) قرار دیں تو بے جا نہ ہوگا۔

اسلام ایک فطری مذہب ہے اور مسلمان قوم کو اللہ تعالیٰ نے امتِ وسط بنایا ہے۔ سینٹ جیروم کے بیوی سے محبت کے نظریے کے برخلاف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَزَوَّجُوْا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ۔ (سنن ابوداود، نسائی، مسند احمد) (1)

"تم بہت محبت کرنے والی اور بچے جننے والی عورتوں سے شادی کرو۔"

اسلام رہبانیت کے خلاف ہے۔ اسلام شادی کے خلاف نہیں بلکہ وہ واحد مذہب ہے جو شادیاں جلدی کر دینے کا حکم دیتا ہے (سورہ النور۔ آیت: 32) البتہ اسلام غیر فطری تعلقات کے خلاف ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ شادیوں میں بے جا اسراف اور اخراجات کی وجہ سے پاکستان میں شادیوں میں انتہائی تاخیر کی جاتی ہے جس کی وجہ سے معاشرے میں بہت سی اخلاقی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: نوجوانو! تم میں سے جو شخص شادی کر سکتا ہو اُسے کر لینی چاہیے کیونکہ یہ نگاہ کو بدنظری سے بچانے اور آدمی کی عفت قائم رکھنے کا بڑا ذریعہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

قرآن میں سورہ الروم میں (آیت 28) میاں بیوی کے درمیان محبت اور رحمت کا ذکر ہے اور اس رشتے کو اللہ کی نشانی قرار دیا گیا ہے۔ قرآنی سورتوں کے ناموں میں بھی اللہ کی حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ قرآن میں سورہ الروم میں میاں بیوی کے رشتے کا ذکر ہے کیونکہ جنسی بے راہ روی کے کلچر کو پہلی مرتبہ رومیوں نے انتہا کو پہنچایا اور اب صدیوں بعد دوبارہ اس کلچر کو

---

1) امام ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہ حدیث کئی طرق سے مروی ہے اور صحیح ہے جیسا کہ امام شافعی نے اِس حدیث کو ابن عمر کی روایت سے صحیح قرار دیا ہے۔

اوج کمال تک پہنچانے والے وہی ہیں جو خود کو رومیوں کا جانشین کہتے ہیں۔ یہ ایسا کلچر ہے جو میاں بیوی کے جائز رشتے کا مخالف ہے اور ہم جنس پرستی کا درس دیتا ہے۔ نوجوان لڑکوں لڑکیوں کو شادی کے مقدس رشتے میں بندھنے کی بجائے ویلنٹائن ڈے جیسے تہواروں میں اخلاق باختگی کا درس دیتا ہے۔ ایسا کلچر جو ضبط ولادت کا درس دیتا ہے کیونکہ بچوں کی پیدائش سے میاں بیوی کا تعلق مضبوط ہو جاتا ہے۔ ایسا کلچر جس میں طوائف کی عزت ماں سے زیادہ کی جاتی ہے کیونکہ طوائف گھر سے باہر نکل کر پیسہ کماتی ہے جبکہ ماں گھر میں رہ کر بچوں کی تربیت کرتی ہے۔

ہمیں اپنے اردگرد میڈیا کی برکات کی وجہ سے برائی کی کثرت سے کبھی دھوکہ نہیں کھانا چاہیے کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُل لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ ﴾

(سورۃ المائدہ: 100)

"اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دو کہ پاک اور ناپاک بہر حال یکساں نہیں ہیں خواہ ناپاک کی بہتات تمہیں کتنا ہی فریفتہ کرنے والی ہو۔"

اسی طرح دوسری جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِنَّ كَثِيراً مِّنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ ﴾ (سورۃ المائدہ : 49)

"اور یہ حقیقت ہے کہ ان لوگوں میں سے اکثر فاسق ہیں۔"

حق اور باطل کی پہچان کثرت نہیں بلکہ قرآن وسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جو چیز اُس معیار پر پوری اترے گی وہی حق ہے:

؎ باطل دوئی پسند ہے حق ہے لاشریک

شرکت میانہ حق و باطل نہ کر قبول

(اقبال)

مغربی معاشرے میں اجتماعی بے غیرتی اور ویلنٹائن ڈے

مغربی معاشرے اور اسلامی معاشرے میں ایک بہت بڑا فرق یہ پایا جاتا ہے کہ مغربی معاشروں میں اجتماعی بے غیرتی معاشرے میں عام ہوتی ہے جبکہ صحیح اسلامی معاشرے میں اس بات کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ دراصل اللہ تعالیٰ نے انسان کے دل میں اچھائی اور برائی کی پہچان ودیعت فرمائی ہے:

فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَ تَقْوٰهَا ﴾ (سورہ الشمس: آیت 8)

(پھر انسانی نفس پر اس کی بدی اور اُس کی پرہیزگاری الہام کردی)

اسی طرح سورہ البلد میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ﴾ (سورہ البلد: آیت 10)

(اور ہم نے اُس کو خیر و شر کے دونوں نمایاں راستے دکھا دیئے۔)

مغربی ماہر نفسیات اور سائیکالوجی میں Behaviorism کے مکتب فکر کا بانی جے بی واٹسن اپنی کتاب Behaviorism میں لکھتا ہے:

"پوری دنیا کے ہی انسان یہ پسند نہیں کرتے کہ انھیں جانوروں کی صف میں کھڑا کردیا جائے اور اُن میں جو چیزیں یہ احساس پیدا کرتی ہیں کہ وہ حیوان نہیں بلکہ حیوانوں سے بلند ہیں۔ اُن میں سے ایک چیز حق و باطل کی تمیز (Morals) ہے۔" (1)

اسی طرح مغربی فلسفی ہول بیک (Dietrick von holback) نے مادیت پرست ہونے کے باوجود انسان کی اخلاقی حس کے وجود کو تسلیم کیا۔ وہ لکھتا ہے:

---

1) Watson, J. B. (1970). Behaviorism. London, W. Norton & Co.

"A Conscience is the awareness of the influence which our conduct can have on the people that surround us as well as upon us and remorse is the fear we feel at the thought that our conduct can make other people hate us or be angry with us." (1)

"ضمیر وشر کا احساس دراصل اِس بات کے شعور کو کہتے ہیں کہ ہماری حرکات وسکنات اور کردار ہمارے اردگرد کے لوگوں پر اثرات مرتب کرتے ہیں اور احساسِ ندامت دراصل ہمارا یہ خوف ہوتا ہے کہ ہمارے اعمال اور حرکات کی وجہ سے لوگوں کہیں ہمارے سے نفرت کرنا شروع نہ کردیں یا ہمارے پر غصہ نہ ہو جائیں۔"

چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ اللہ نے شرم وحیا اور بھلائی انسان کی جبلت میں رکھ دی ہے۔اِس لیے جب انسان بدی، فحاشی اور شر کا ارتکاب کرتا ہے تو اُس کا ضمیر اسے ملامت کرتا ہے۔چونکہ انسان کا ضمیر برے کاموں کے خلاف ایک قوی محرک ہوتا ہے اس لیے شیطان، انسان کے خلاف ایک منفرد چال چلتا ہے۔شیطان انسانوں کو اجتماعی گناہ کرنے پر اُکساتا ہے۔ جب انسان اپنے اردگرد کے لوگوں کو گناہ اور بے حیائی کے کام کرتا دیکھتا ہے تو اس کی اپنی اخلاقی حس کمزور (desensitize) ہو جاتی ہے اور وہ یہ سوچنا شروع کر دیتا ہے:

"But everyone around me is doing it."

(لیکن میرے اردگرد ہر کوئی یہ کام کر رہا ہے)

پھر اُس کے لیے گناہ کا کام آسان ہو جاتا ہے کیونکہ انسان کو کسی دوسرے شخص کے بُرا منانے کی فکر نہیں رہتی۔مغربی معاشرے میں اجتماعی بے غیرتی کے مظاہر کی چند مثالیں یہاں پیش کی جاتی ہیں:

1) ساحلِ سمندر (Beach) پر عورتیں مرد مل جل کر اِس اجتماع سے لطف لیتے ہیں۔

---

1) Dietrich von Holbach (1889) Laws of the Moral and Physical World, trans. H. D. Robinson. Boston, J. P. Mendum Press.

عورتیں تیراکی کا لباس (Bikini) پہن کر ساحل سمندر پر سورج کی تپش (Sunbath) لیتے ہوئے کسی گوشت کی مارکیٹ (Meat Market) کا منظر پیش کر رہی ہوتی ہیں۔ اِس کام میں اُن کے لیے شرم وحیا اِس لیے رکاوٹ نہیں تھی کہ دوسری عورتیں بھی تو یہی کام کر رہی ہوتی ہیں۔

2) مغرب کے نائٹ کلبوں میں عورتیں مرد مل کر شراب پیتے ہیں اور سب مل جل کر مدھم روشنیوں (disco lights) میں رقص کرتے ہیں جبکہ بیک گراونڈ میں موسیقی چل رہی ہوتی ہے۔

3) امریکہ اور کینیڈا میں ہائی سکول کے آخری سال (بارھویں جماعت) کے اختتام سے کچھ پہلے طلباء وطالبات الوداعی پارٹی (Prom Party) کا بندوبست کرتے ہیں۔ انگلینڈ، آسٹریلیا اور آئرلینڈ میں اِس قسم کی پارٹیوں کے لیے (Grand Party) کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ Prom Party میں نوجوان لڑکے لڑکیاں مل کر ڈانس کرتے ہیں اور شراب پیتے ہیں۔ اسی پارٹی میں وہ ایک لڑکے کو Prom King کے لیے منتخب کرتے ہیں اور ایک لڑکی کو Prom Queen کے لیے۔ یوں سب نوجوان مل کر خوب حرام کاریاں کرتے ہیں۔ کئی لڑکیاں اپنی کنوارگی اسی پارٹی کے بعد کھو دیتی ہیں۔

4) تیراکی کے پُول (Swimming Pools) بھی ایسے اجتماعی مقامات ہوتے ہیں جہاں پر سب لوگ مل کر عیاشی کرتے ہیں۔

5) واٹر پارک (Water Parks) ایسے پارک ہوتے ہیں جہاں پر اکثر "Rides" میں پانی سے جسم بھیگ جاتا ہے۔ ان میں خواتین تیراکی کے لباس (یا چست لباس) پہن کر سواریاں لیتی ہیں اور مرد صرف نیکر پہن کر۔ یہ پارک بھی اجتماعی بے غیرتی کی جگہ ہوتے ہیں۔

6) میوزیکل کانسرٹس (Musical Concerts) میں مرد اور عورتیں مل کر شرکت

کرتے ہیں۔ سٹیج پر گانے والے گلوکار اور گلوکارائیں میوزک کے ذریعے اُن حاضرین کی حیوانی روح کو بیدار کرتے ہیں۔ پھر کانفرنس میں شامل عورتیں اور مرد ہاتھوں کو ایک ساتھ ہلاتے ہیں (Hand-waving) یا اٹھ کر ڈانس کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

8) مغربی معاشرے میں خاوند حضرات اپنی محبت کا اظہار کرنے کے لئے اپنی بیوی کو ریسٹورانٹ (restaurant) میں جا کر کھانا کھلاتے ہیں اور وہ خاوند حضرات یہ بات بھول جاتے ہیں کہ اس طرح کرنے سے ریسٹورانٹ میں موجود دوسرے مرد حضرات اُس کی بیوی کو للچائی ہوئی نگاہوں سے دیکھیں گے۔ افسوس کہ آج پاکستان میں بھی بعض مسلمان خاوند حضرات مغرب کی نقالی (blind-following of West) میں اپنی بیویوں کو ریسٹورانٹ (restaurants) میں نامحرم مردوں کی موجودگی میں بٹھا کر کھانا کھلاتے ہیں۔ اب یہ کام معاشرتی رتبے کا نشان (status symbol) بن گیا ہے۔ نہ جانے مسلمان مردوں کی غیرت کو کیا ہو گیا ہے۔

یہ کوئی دن کی بات ہے اے مردِ ہوش مند!
غیرت نہ تجھ میں ہوگی نہ زن اوٹ چاہے گی (اقبال)

ہاں البتہ اگر کسی ریسٹورانٹ میں مکمل پردے کا بندوبست موجود ہے جہاں نامحرم مرد حضرات آپ کی بیوی کا چہرہ نہیں دیکھ سکتے تو ایسے ریسٹورانٹ میں جانے میں کوئی حرج نہیں۔

9) اسی طرح سینما میں خواتین اور مرد حضرات کا مخلوط اجتماع ہوتا ہے جہاں وہ سب ہر قسم کی شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ کر فلموں میں بے حیا مناظر (love affair scenes) دیکھتے ہیں۔

10) اسی طرح کی اجتماعی بے غیرتی کے اظہار کے لیے مغربی ممالک میں اَب ویلنٹائن ڈے منایا جاتا ہے۔ اِس موقع پر نوجوان لڑکے لڑکیاں ہائی سکولوں اور کالجوں میں پارٹیاں کرتے ہیں، ریسٹورانٹوں میں ملاقاتیں کرتے ہیں، کیفیز (Cafes) پر Dating کرتے ہیں اور ایک

دوسرے سے برسرِ عام محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

اِس تمام تفصیل سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ویلنٹائن ڈے کے اندر کس طرح اجتماعی بے حیائی کی روح کارفرما ہے جو مغربی معاشرے کے تمام اجتماعات میں پائی جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کے اندر جو اخلاقی حس (Moral sense) کی فطری طور پر موجود ہوتی ہے جو بے حیائی یا دیگر گناہ کے کام کرنے سے اُسے روکتی ہے اُس اخلاقی حس کو بڑی آسانی سے اُس وقت سلایا جا سکتا ہے جب اجتماع میں باقی سارے لوگ بے غیرتی یا بے حیائی کا مظاہرہ کر رہے ہوں۔ ایسی اجتماعی بے حیائی کا اسلامی معاشرے میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ سورہ النور میں ارشادِ خداوندی ہے کہ جو لوگ پبلک میں گناہوں کو پھیلانے کو پسند کرتے ہیں اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (سورہ النور آیت ۱۹) یہ اس لیے ہے تاکہ معاشرے میں لوگوں کی اخلاقی حس مُر نہ جائے اور یہ اسلامی معاشرے کا طرہ امتیاز ہے۔

مغربی معاشرے میں قدم قدم پر عورتوں اور مردوں میں موجود حیا کے جذبے کو کچلا جاتا ہے۔ اِس معاشرے میں لڑکیوں کو بچپن سے ہی نیم عریاں لباس پہنایا جاتا ہے تاکہ بلوغت میں قدم رکھتے ہی اُن کے اندر کی فطری شرم و حیا کہیں سر نہ اٹھا لے۔ وہاں پر حیا اور پاکدامنی (chastity) کا تصور موجود نہیں رہا اور اسی کے نتیجے میں میاں بیوی کا تعلق بھی پاکیزہ تعلق نہیں رہا۔ مغربی معاشرے میں میاں بیوی کے تعلق میں دو انسان "رفعِ حاجت" کے لیے ملتے ہیں اور دل بھر جانے کے بعد دونوں اپنے اپنے اگلے سفر پر روانہ ہو جاتے ہیں۔ ویلنٹائن ڈے اِسی آزاد تعلق کو منانے کا دن ہے۔ اس بارے میں ریحان احمد یوسفی صاحب ویلنٹائن ڈے منانے کے نفسیاتی اثرات کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"ہم مغرب سے آنے والی ہر چیز کے مخالف نہیں مگر کسی دوسری قوم کے وہ تہوار جن کا تعلق کسی تہذیبی روایت سے ہو، انہیں قبول کرتے وقت بڑا محتاط رہنا چاہیے۔ یہ تہوار اس لیے منائے جاتے ہیں تاکہ کچھ عقائد و تصورات انسانی معاشروں کے اندر پیوست ہو جائیں۔ مسلمان

عیدالاضحیٰ کے تہوار پر حضرت ابراہیم کی خدا سے آخری درجہ کی وفاداری کی یاد مناتے ہیں۔ آج ہم ویلنٹائن ڈے مناتے ہیں تو گویا ہم اس نقطہ نظر کو تسلیم کر رہے ہیں کہ مرد و عورت کے درمیان آزادانہ تعلق پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ اہل مغرب کی طرح ہمیں اپنی بیٹیوں سے عصمت مطلوب نہیں۔ اپنے نوجوانوں سے ہم پاکدامنی کا مطالبہ نہیں کریں گے۔

کوئی ہندو عیدالاضحیٰ کے موقع پر گائے کو ذبح کر کے مسلمانوں کے ساتھ شامل ہونے کا تصور نہیں کر سکتا۔ لیکن ہندوؤں کی موجودہ نسل گائے کے تقدس سے بے نیاز ہو کر عید کی خوشیوں میں مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو جائے تو عین ممکن ہے کہ اُن کی اگلی نسلیں صبح سویرے مسلمانوں کے ساتھ گائیں ذبح کرنے لگیں۔ ٹھیک اسی طرح آج ہم ویلنٹائن ڈے پر خوشیاں منا رہے ہیں اور ہماری اگلی نسلیں حیا و عصمت کے ہر تصور کو ذبح کر کے ویلنٹائن ڈے منائیں گی۔" (1)

اسلام میں حیا کا تصور بہت بلند ہے۔ اسلامی معاشرے کی بنیاد ہی شرم و حیا پر رکھی گئی ہے جس معاشرے میں زنا کرنا ہی نہیں بلکہ اُس کے اسباب پھیلانا بھی ایک جرم ہے (ملاحظہ ہو سورہ النور)۔ اسلامی معاشرہ ایک ایسا معاشرہ ہے کہ جس میں اگر کسی پر زنا کا الزام لگا دیا جائے اور ثبوت میں چار سچے گواہ نہ پیش کیے جائیں تو الزام لگانے والے کو اسی (80) کوڑے مارے جاتے ہیں۔ اسلامی معاشرے میں عفت و عصمت کو اتنی اہمیت دی جاتی ہے کہ مرد اور عورت کے لیے اس کے بغیر جینا مشکل ہوتا ہے۔

اسلام اور کورٹ شپ (Dating/Courtship)

اسلام میں کورٹ شپ (شادی سے پہلے کے تعلقات) کی اجازت نہیں۔ اسلام میں جہاں آزاد شہوت رانی حرام ہے وہاں چوری چھپے آشنائیاں بھی حرام ہیں۔ (سورہ النساء : آیت

---

1) پروفیسر عقیل کا بلاگ (http: aqilkhans.wordpress.com)

25) اسلامی تعلیمات کے مطابق لڑکی لڑکے کا جب تک نکاح اور رخصتی نہ ہو جائے، وہ ایک دوسرے کے لیے نامحرم ہی رہتے ہیں۔ صرف منگنی انہیں محرم نہیں بنا سکتی۔ یہ جو ٹی وی ڈراموں میں دکھایا جاتا ہے کہ منگنی کے بعد لڑکے لڑکی ٹیلی فون پر رابطے کرتے ہیں، تنہائیوں میں ملتے اور عشقیہ گفتگو کرتے ہیں، پارکوں اور دریاؤں کے کنارے، کھلی فضا میں پکنک مناتے ہیں یا کاروں میں تنہا سیر و تفریح کرتے ہیں، ویلنٹائن ڈے پر محبت بھرے کارڈز کا تبادلہ کرنا یا چاکلیٹیں وغیرہ دینا یہ سب اسلامی شریعت کی رُو سے حرامِ مطلق ہے اور غیر مسلم قوموں کی نقالی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُم۔ (ابوداؤد) (1)

(جو کسی قوم کی نقالی کرتا ہے، وہ اسی میں سے ہوتا ہے۔)

دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی کلچر کی سب سے بڑی خصوصیت ''شرم وحیا'' بتائی ہے:

اِنَّ لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقًا وَ خُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَيَاءُ۔

(موطا امام مالک۔ کتاب الجامع باب حُسن الخلق)

(ہر دین کا ایک اخلاق ہوتا ہے اور اسلام کا اخلاق حیاء ہے)

لفظ ''حیاء'' کا مادہ اصل عربی زبان میں ''حیات'' ہے جس کا مطلب ''زندگی'' ہے یعنی امت مسلمہ کی زندگی ''شرم وحیاء'' سے ہے اور بے حیائی میں مسلمان قوم کی موت ہے۔

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ فرمائی:

اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ۔ (صحیح بخاری۔ کتاب الادب)

''اگر تم حیا نہ کرو تو جو چاہو کرو''

---

1) اس حدیث کو شیخ البانی نے صحیح الجامع میں صحیح کا درجہ دیا ہے۔ جلد 2، حدیث 1058

اسلام فطرت انسانی کے عین مطابق مذہب ہے۔ اسلام غیر محرم مردوں عورتوں کے شادی سے باہر کے تعلقات کی اجازت نہیں دیتا کیونکہ کورٹ شپ یا لڑکی لڑکے کی شادی سے پہلے کی دوستی میں وہ دونوں ایک دوسرے کو اپنی زندگیوں کے صرف روشن پہلو ہی دکھاتے ہیں۔ ایسے آزادانہ ماحول میں سب سے زیادہ گھاٹا عورت کو ہوتا ہے کیونکہ بقول ڈاکٹر بلال فلپس (Bilal Philips)(کینیڈا کے نومسلم عالم اسلام) :

"عورتیں معاشرے کا جسمانی لحاظ سے کمزور حصہ ہوتی ہیں اور مرد مضبوط۔ جب بھی مضبوط اور کمزور کا آزادانہ میل جول ہوگا تو مضبوط کمزور کا استحصال کرے گا۔"

ماہرین نفسیات اور سوشیالوجسٹ حضرات کی تحقیقات نے اِس سلسلے میں کافی ثبوت مہیا کیا ہے کہ ڈیٹنگ، کورٹ شپ اور شادی سے پہلے بدکاری مستقبل میں پائیدار اور مضبوط ازدواجی تعلقات قائم کرنے کی راہ میں بڑی رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ ماہرین نفسیات جو کم عمر جوانوں کی ڈیٹنگ (Teenage Dating) کا مطالعہ کرتے ہیں، وہ بتاتے ہیں کہ اس عمر کے دور میں معاشقانہ تعلقات (Romantic relationships) کی بنیاد شخصی خصوصیات نہیں ہوتیں بلکہ نوجوانوں کے گروپ میں مقبولیت کے درجہ پر منحصر ہوتی ہے۔

سوشیالوجسٹ براؤن بریڈفورڈ (Brown Bradford) کے مطابق اِس کا مطلب یہ ہے کہ ٹین ایج گروپ میں سے سب سے مقبول لڑکا، سب سے مقبول لڑکی کے ساتھ معاشقانہ تعلقات قائم کرے گا اور وہ ڈیٹنگ پر جائیں گے۔ اسی طرح دوسرے نمبر پر سب سے مقبول لڑکا، لڑکیوں کے گروپ میں سے دوسرے نمبر پر سب سے مقبول لڑکی کے ساتھ معاشقہ کریگا اور یہی حال بقیہ نوجوانوں کا ہوگا۔ (1)

---

1) Brown, B. Bradford, " 'You're Going Out with WHO?' Peer Group Influences on Adolescent Romantic Relationships" in Furman, Wyndol, B. Bradford Brown & Candice Feiring, eds., (1999). The Development of Romantic Relationships in Adolescence. New York, Cambridge University Press.

امریکہ کی صحافی خاتون لنڈا پرلسٹین (Linda Perlstein) نے مڈل سکول کے طالب علموں کے ساتھ ایک پورا سال اس مقصد کے لیے گزارا تا کہ وہ ان نوجوانوں کے آپس کے معاشقوں کی ماہیت کا مطالعہ کر سکے۔ اپنی کتاب "Not Much Just Chilling": The Hidden Lives of Middle Schoolers (مطبوعہ نیویارک، 2003ء) میں مس لنڈا بیان کرتی ہیں کہ معاشقے کے لیے لڑکے کا انتخاب کرنے میں اسکولوں میں لڑکیاں اپنی ذاتی رائے استعمال نہیں کر رہی تھیں بلکہ اس معاملے میں اپنی سہیلیوں کی آراء (opinions of their peers) پر اندھا اعتماد کر رہی تھیں۔ لنڈا کے الفاظ میں:

"لڑکیاں جب کسی لڑکے کا ڈیٹ پر جانے کے لیے انتخاب کرتی تھیں تو اکثر اس کی وجہ یہ ہوتی تھی کہ اس کی سہیلیوں میں سے کسی نے اس لڑکے کی تعریف یا توثیق کی ہوتی تھی۔ یہ انتخاب اکثر اوقات سطحی باتوں کے متعلق ہوتا تھا۔ مثلاً وہ صحیح نظر آتا ہے، اس لڑکے نے کپڑے صحیح پہنے ہوئے تھے...... پہلی دفعہ ڈیٹ کا کہنے یا تعلقات کو توڑنے کے لیے بیچ کے کسی لڑکی لڑکے کو استعمال کیا جاتا ہے۔" (1)

یہی وجہ ہے کہ ہائی سکولوں میں ایک اوسط معاشقے (average romantic relationship) کی مدت تقریباً 11 ہفتے ہوتی ہے جیسا کہ عمرانی علوم کے ایک نہایت موقر جریدے Journal of Biosocial Science کے 2000ء کے شمارے میں شائع ایک تحقیق میں دو یورپی محققین نیویل بروس (Neville Bruce) اور کیتھرین سینڈرز (Katherine Sanders) نے یہ ثابت کیا تھا۔ (2)

---

1) Perlstein, Linda (2003). Not Much Just Chillin': The Hidden Lives of Middle Schoolers. New York, Farrar, Straus & Giroux

2) Bruce, Nevile & Sanders, Katherine (2001). "Incidence and Duration of Romantic Attraction in Students Progressing from Secondary

مستقبل میں زندگی کے نشیب و فراز میں میاں بیوی کے ساتھ رہنے اور طویل و مضبوط تعلق قائم ہونے کے معاملے میں ایسے مختصر معاشقے لڑکی لڑکے کو بدترین قسم کی تیاری کرواتے ہیں۔ بروس اور سینڈرز کے مشاہدات پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر لیونارڈ سیکس لکھتے ہیں:

"اکثر والدین یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کے بچوں کے نوجوانی کے دور کے معاشقے انہیں مستقبل میں میاں بیوی کے زیادہ سنجیدہ تعلقات کے لیے اچھی تیاری کرواتے ہیں۔ دراصل ہم چلنا سیکھنے سے پہلے بھاگنا نہیں سیکھ سکتے۔ ماہرین نفسیات جو نوجوانوں کے معاشقوں کا مطالعہ کرتے ہیں وہ ایک مختلف ہی نتیجے پر پہنچتے ہیں۔" (1)

پھر ڈاکٹر سیکس دو ماہرین نفسیات وائنڈول فرمین (Wyndol Furman) اور الزبتھ ویہنر (Elizabeth Wehner) کا ذکر کرتے ہیں جنہوں نے نوجوانوں کے معاشقوں پر کئی سالوں تک تحقیقات کیں۔ ان مڈل سکول اور ہائی سکول کے متعلق وائنڈول اور الزبتھ نے بیان کیا کہ "ان نوجوانوں (adolescents) کے معاشقوں کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ ایک دوسرے سے وابستگی اور وفاداری قائم ہو...... اس کی بجائے ان نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے معاشقوں کا مطمح نظر یہ ہوتا ہے کہ وہ کیا ہیں، وہ کتنے پُرکشش ہیں...... اور یہ سب کچھ اُن کے دوستوں یا سہیلیوں کے گروپ میں کیسا سمجھا جاتا ہے۔" (2)

اس طرح کے معاشقوں کے نتیجے میں نوجوان ایسی بہت سی بری عادات کا شکار ہو جاتے ہیں جو مستقبل میں ان کی شادی شدہ زندگی میں فساد پیدا کرتی ہیں۔ وائنڈول اور الزبتھ

---

1) Sax, Leonard M.D., Ph.D. (2005) . Why Gender Matters. New York, Broadway

2) Furman, Wyndol & Wehner, Elizabeth, "Adolescent Romantic Relationships: A Developmental Perspective" in Shulman, Shmuel & Collins, Andrew, eds., (1997) . Romantic Relationships in Adolescence: Developmental Perspectives. San Francisco, Wiley.

کے نتائج پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر لیونارڈ سیکس لکھتے ہیں:

"معاشقوں (love affairs) اور ڈیٹنگ کے تعلقات کے دوران نوجوان بہت سی بری عادات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ایک لڑکے کو یہ عادت پڑ جاتی ہے کہ وہ اپنی گرل فرینڈ کو صرف جنسی تسکین کا ذریعہ سمجھے بغیر ایک انسانی رشتہ کی قدر کرنے کے۔ ایک لڑکی کو یہ عادت پڑ سکتی ہے کہ وہ لڑکے کو صرف ایک "ٹرائی ہوائے فرینڈ" سمجھے، بغیر ازدواجی زندگی کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اور ہو سکتا ہے کہ دونوں کو یہ عادت پڑ جائے کہ جونہی کوئی زیادہ بہتر نظر آنے والا/ والی یا زیادہ مقبول پارٹنر نظر آئے تو پہلے والے/ والی کو چھوڑ دیا جائے...... جب یہ نوجوان مکمل جوانی میں پہنچتے ہیں اور سنجیدہ ازدواجی زندگی شروع کرنے کا ٹائم آتا ہے تو ان لڑکوں لڑکیوں کو ایسی بہت سی بری عادات پڑ چکی ہوتی ہیں جن سے انہیں چھٹکارا حاصل کرنا ہوتا ہے۔ یہ زیادہ بہتر ہوتا کہ نوجوانی میں شادی سے پہلے ایسے معاشقے (affairs) انہوں نے نہ ہی کئے ہوتے۔" (1)

دنیا کے اکثر کلچرز میں لڑکے لڑکیاں شادی سے پہلے گھلتے ملتے نہیں تھے حتیٰ کہ وہ شادی کی عمر کو پہنچ جاتے اور دنیا کے اکثر کلچرز میں آج بھی والدین کی مرضی سے شادیاں (arranged marriages) ہوتی ہیں۔ امریکہ کی کارنیل یونیورسٹی کی سماجی مؤرخ خاتون جواین برمبرگ (Joan Brumberg) اپنی کتاب "The Body Project" میں بیان کرتی ہیں کہ "1950ء سے پہلے امریکہ میں والدین عام طور پر اپنے بچوں کو بالخصوص اپنی بیٹیوں کو کورٹ شپ، ڈیٹنگ یا شادی سے پہلے لڑکوں سے ملاقاتوں کی اجازت نہیں دیتے تھے۔" (2)

تاہم میڈیا، ٹی وی، انٹرنیٹ، وغیرہ کی وجہ سے اب امریکہ میں نوجوان اپنے والدین سے باغی ہو کر کورٹ شپ اور ڈیٹنگ کرتے ہیں۔

---

1) Sax, Leonard M.D., Ph.D. (2005) . Why Gender Matters . New York, Broadway.

2) Brumberg, Joan Jacobs (1997) . The Body Project: An Intimate History of American Girls. New York, Random House.

ویلنٹائن ڈے اور خودکشی

ویلنٹائن ڈے چونکہ ایک شیطانی تہوار ہے اس لیے اسے منانے کے موقع پر یا اُس کے فوراً بعد انسان کے اندر خالی پن کا احساس (Feeling of emptiness) اور مایوسی پیدا ہوتی ہے۔ بعض نوجوان لڑکوں لڑکیوں کے لیے یہ مایوسی خودکشی (Suicide) کا باعث بن جاتی ہے۔ ویلنٹائن ڈے پر مایوسی سے متعلق نیویارک ریاست کی سائیکوتھیراپسٹ اور فیچر ڈائین بارتھ (Diane Barth) سائنسی جریدے Psychology today میں رقمطراز ہیں:

"And on the day itself, there is always surprise, sometime pleasurable, often disagreeable. Disappointment is almost inevitable, since the holiday can hardly live up to its image. Daydreams of romantic interludes give way to the reality of crowded restaurants, routine conversation, bad hair, unwanted attention." (1)

(ویلنٹائن ڈے بذاتِ خود بھی تعجب (Surprise) سے بھرا ہوتا ہے، کبھی اچھی حیرت ناک باتیں لیکن اکثر اوقات بری تعجب خیز باتیں۔ اس دن مایوسی یقینی ہوتی ہے کیونکہ یہ تہوار اپنے بنائے ہوئے معیار پر مشکل سے ہی پورا اتر سکتا ہے۔ محبت کے لمحوں کے خیالی پلاؤ کی جگہ حقیقت اپنے ساتھ کھچا کھچ بھرے ریسٹورانٹ، روزمرہ کی عام گفتگو، بدصورتی اور غیر ضروری توجہ لے کر آتی ہے۔)

ڈنمارک کے خودکشیوں پر تحقیق کے ادارے (Center For Suicidological Research) کے ماہر قانون محقق گیٹ جیسن (Gart Jessen, MA, LD) اور اُن کے معاون محقق بورگ جینسن (Borge Jensen) نے 1970ء سے 1994ء تک ڈنمارک

---

1) Barth, F. Diane (L.C.S.W) "Breaking Up on Valentine's Day" Psychology Today. Publish. on February 14, 2010 (http://www.psychologytoday.com/blog/thecouch/201002/ breaking-valentines-day)

میں ہونے والے 32,291 خودکشی کے واقعات پر تحقیق (Case Study) کی خودکشی کرنے والوں کی عمریں 15 سال اور اس سے زیادہ تھیں۔ انھوں نے خودکشی اور عوامی تہواروں کے آپس کے تعلق کا تجزیہ کیا۔ اُن کے مطابق:

"Evidence was found to support the theory of the "broken-promise effect" for major public holidays in that there appears to be a postponement of a significant number of suicides from before a holiday until after..... The theory holds that a suicidal individual may be influenced by approaching events like spring, weekends, and holidays because they tend to promote hope or expectation of the person feeling better than he or she does beforehand. The forthcoming event is seen as synonymous with 'a new beginning' in the sense that things will get better then or thereafter." (1)

"اِس تحقیق میں اس بات کا ثبوت ملا ہے کہ اُمید ٹوٹ جانے کا اثر (Broken-promise effect) والے نظریے کا عوامی تہواروں سے گہرا تعلق ہے۔ جس کے مطابق بہت سی خودکشیوں کو عوامی تہواروں (Public holidays) کے آنے پر ملتوی کیا گیا اور عوامی تہوار کے فوراً بعد خودکشیاں کی گئیں۔۔۔۔۔ اِس نظریہ کے مطابق ایک خودکشی کرنے والے شخص پر آنے والے تہوار اس طرح اثرانداز ہوسکتے ہیں (مثلاً موسمِ بہار، ویک اینڈ اور عوامی تہوار) کیونکہ ان کے آنے سے اُس شخص کے لیے امید پیدا ہوتی ہے اور وہ شخص پہلے سے بہتر محسوس کرنا شروع ہوتا ہے۔ آنے والا موقع ایک طرح سے 'نئی ابتدا' کی امید لا رہا ہوتا ہے کہ اب حالات بہتر ہو جائیں گے۔"

---

1) Jessen, Gert (M.A., L.D.) and Jensen, Berge F. (M.Sc.) (1999) "Postponed Suicide Death: Suicides around Birthdays and Major Public Holidays" Suicide and Life-Threatening Behavior, vol. 29 (3), 272-283

ڈاکٹر گیٹ جیسن کے مطابق جب ایسے لوگوں کی عوامی تہوار پر امیدیں پوری نہیں ہوسکتیں تو اس کے نتیجے میں وہ خودکشی کر دیتے ہیں۔

اس تحقیق سے ہمیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آخر کیوں اسلام کے دونوں بڑے تہواروں (یعنی عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ) کی ابتداء ہی نماز سے اور اللہ کو یاد کرنے سے ہوتی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کے مطابق:

﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ (سورہ الرعد: 28)

(خبردار رہو، اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو سکون حاصل ہوتا ہے)

پھر عید کے خطبے میں اللہ کی حمد وثنا کے علاوہ قیامت کے دن، آخرت، جنت اور دوزخ کا ذکر کیا جاتا ہے جو کہ سورہ ق میں نہایت خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ جب ابو واقد اللیثی سے پوچھا گیا:

ما كان يقرابه رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الاضحىٰ والفطر؟

فقال: كان يقرا فيها بسورة ق والقرآن المجيد وسوره القمر۔

(صحيح مسلم، ابوداؤد) (1)

"رسولِ کریم ﷺ عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر کی نماز میں کونسی سورتیں تلاوت کرتے تھے۔" تو انھوں نے جواب دیا: "آپ دو رکعتوں میں سورہ ق اور سورۃ القمر تلاوت فرمایا کرتے تھے۔"

چنانچہ جب مسلمان اپنے اسلامی تہوار کی ابتداء اللہ کے ذکر اور آخرت اور جنت ودوزخ کی یاددھانی سے کرتے ہیں تو انھیں خالی پن کا احساس نہیں ہوتا اور "امید ٹوٹ جانے کا اثر" (Broken Promise Effect) کی کیفیت بھی نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے

---

1) صحيح مسلم، كتاب الصلاة ـ باب يقرابه فى صلاة العيد۔ ابوداؤد، كتاب الصلاة

اپنے بندوں سے جنت کا جو وعدہ کیا ہے وہ سچا اور نہ ٹوٹنے والا وعدہ (Unbroken Promise) ہے۔ایک خاتون ام ہشام بن حارثہ، جو حضور ﷺ کی پڑوسن تھیں، بیان کرتی ہیں کہ مجھے سورۃ ق یاد ہی اس طرح ہوئی کہ میں خطبوں میں اکثر آپ کی زبان مبارک سے اس کو سنتی تھی۔

بہرحال گیٹ جیسن (Gert Jessen) کی خودکشی اور عوامی تہواروں پر کی گئی تحقیق کے نتائج کو ویلنٹائن ڈے کے تہوار پر بھی منطبق کیا جاسکتا ہے۔

گیٹ جیسن کی تحقیق سے بھی زیادہ اہم تحقیق برطانیہ کے ملکہ الیزبتھ اسپتال (Queen Elizabeth Hospital) کے سائکیٹری ڈیپارٹمنٹ (Department of Psychiatry) کے پروفیسر جین برٹل (Dr. Jan Birtle, MRCPSYCH) اور سوزن ڈیون پورٹ (Susan M Davenport) نے کی جو 1990ء میں میڈیکل جریدے (Brirtish Medical Journal) میں شائع ہوئی۔انھوں نے دریافت کیا کہ برمنگھم ہسپتال، انگلینڈ، کے ایمرجنسی وارڈز میں خودکشی کی ناکام کوششوں کے واقعات کی شرح سال کے باقی دنوں کے مقابلے میں ویلنٹائن ڈے کے موقع پر کئی گنا بڑھ گئی۔وہ اپنے ریسرچ پیپر میں لکھتے ہیں:

"Experience in a casualty department suggested to us that an unusually high number of patients who had taken an overdose of drugs presented on Saint Valentine's Day (14 February). The festival of Saint Valentine's Day may induce stress due to unrequited love.... Our study showed an association between Saint Valentine's Day and parasuicide, particularly in adolescent patients." (1)

---

1) Davenport, Susan M. & Birtle, Jan (1990) "Association between parasuicide and Saint Valentine's Day" British Medical Journal. vol. 300, pp.783-784

(ایمرجنسی ڈیپارٹمنٹ میں تجرباتی مشاہدے سے پتہ چلا ہے کہ مریضوں کی غیر معمولی تعداد نے خودکشی کی ناکام کوشش میں خواب آور ادویات کی بہت زیادہ مقدار کھائی ہوئی تھی جبکہ وہ ویلنٹائن ڈے (14فروری) کا موقع تھا ممکن ہے کہ ویلنٹائن ڈے کا تہوار پر محبت میں ناکامی کی وجہ سے لوگ ذہنی دباؤ کا شکار ہوتے ہوں۔ ہماری تحقیق نے سینٹ ویلنٹائن دے (یوم محبت) اور خودکشی کی ناکام کوششوں میں ایک واضح تعلق ثابت کیا بالخصوص نوجوانوں میں۔"

ابھی دور کہاں جائیں، حال ہی میں 14فروری 2012ء کو جنوبی بنگلہ دیش میں نوجوان لڑکے لڑکی نے ویلنٹائن ڈے (یوم محبت) کے موقع پر خودکشی کر لی کیونکہ لڑکی کی شادی زبردستی کسی دوسرے آدمی سے کروادی گئی تھی۔ پولیس انسپکٹر سروجیت بسواس نے بتایا کہ دو ماہ قبل ہلاک ہونے والے نوجوان سعود شیخ کے ساتھ ہلاک ہونے والی لڑکی میتو مولا کے تعلقات منظر عام پر آنے کے بعد میتو کے گھر والے اسے اُس کے گاؤں سے 200 کلومیٹر دور ایک قصبے میں لے گئے تھے جہاں انھوں نے میتو کی شادی ایک دوسرے شخص سے کر دی۔ 14فروری 2012ء کو ویلنٹائن ڈے کے موقع پر ضلع گوپال گنج کے ایک موبائل فون ٹاور سے سعود شیخ اور میتو مولا نے چھلانگ لگا کر خودکشی کر ڈالی۔ جب اُن کی لاشیں ملیں تو ان دونوں کے ہاتھ ایک سُرخ دوپٹے سے ایک دوسرے سے بندھے ہوئے تھے۔ (بحوالہ: خبر جنوبی ایشیاء، فروری 14، 2012ء)

اوپر بیان کی گئی تحقیقات یہ ثابت کرتی ہے کہ ویلنٹائن ڈے اتنا افسردہ کرنے والا (depressing) موقع ہوتا ہے کہ اس کا اثر طلباء وطالبات اور نوجوان لڑکوں لڑکیوں کی زندگیوں پر مرتب ہوتا ہے کیونکہ یہ ایک شیطانی تہوار ہے اور شیطان کے لیے قرآن میں کئی جگہ "ابلیس" کا لفظ استعمال ہوا ہے یعنی "خدا کی رحمت سے مایوس"۔ شیطان لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس کر کے بدی پر اکساتا ہے جیسا کہ سورۃ النور میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾

(جو کوئی شیطان کی پیروی کرے گا تو وہ تو اُسے بے حیائی اور برائی ہی کا حکم دے گا۔)
(سورہ النور: آیت 21)

ویلنٹائن ڈے کا عشقیہ تعلقات توڑنے میں اہم کردار

عمرانی سائنسی تحقیقات (Social Scientific Reserach) سے پتہ چلا ہے کہ ویلنٹائن ڈے عشقیہ تعلقات کو توڑنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ امریکہ کی ریاست اریزونا کی (Arizona State University) کی محقق خاتون کیتھرین مورس (Katherine A Morse) اور سائنسدان سٹیون نیوبرگ (Steven L. Newberg) نے 1999ء سے 2000ء میں یہ تحقیق کی جو سائنسی جریدے Personal Relationships کے 2004ء کے شمارے میں شائع ہوئی۔ اِس تحقیق میں انھوں نے کنوارے لڑکوں اور لڑکیوں کو شامل کیا۔ جو کافی عرصے سے آپس میں عشق میں مبتلا تھے۔ تاہم اِس تحقیق کے نتائج کا انطباق اُن شادی شدہ جوڑوں پر بھی ہو سکتا ہے جو ویلنٹائن ڈے مناتے ہیں۔ تحقیق کو بے لاگ رکھنے کے لیے محققین نے ۱۴ فروری کے علاوہ نومبر، ستمبر اور اپریل کے مہینوں میں بھی تعلقات کا مطالعہ کیا تا کہ اُن مہینوں میں تعلقات ٹوٹنے کی شرح کا ۱۴ فروری (ویلنٹائن ڈے) سے موازنہ کیا جا سکے۔ ڈاکٹر کیتھرین اور سٹیون نیوبرگ کی تحقیق کے مطابق لڑکے لڑکیوں کے جوڑوں (Couples) کے تعلقات ٹوٹنے کی شرح باقی مہینوں کے مقابلے میں فروری کے مہینے میں سب سے زیادہ دیکھی گئی۔ وہ لکھتے ہیں:

"Valentine's Day is a highly scripted holiday, providing a special set of expectations for appropriate behavior: Couples have dinner together, exchange cards and gifts, and otherwise act "romantically." The holiday may be so scripted that it presents, for some couples, a no-win situation: If a partner acts in the expected romantic manner, it could imply that he

or she is authentically loving, but it could also imply merely that he or she is dutifully adhering to the Valentine's Day script... It may be difficult, therefore, to 'win' on Valentine's Day, to surpass the ever-rising expectations. It may be quite easy to 'lose,' however." (1)

"ویلنٹائن ڈے ایسے جذبات کا دکھلاوا کرنے والا تہوار ہے، جس میں ایک خاص قسم کے رویے کے لئے امیدیں باندھی جاتی ہیں۔ جوڑے (ریسٹورانٹ میں) ڈنر ساتھ کرتے ہیں، کارڈز اور تحائف کا آپس میں تبادلہ کرتے ہیں اور محبت کرنے کی ایکٹنگ کرتے ہیں۔ یہ تہوار اتنا زیادہ "جذبات کے دکھلاوے" کا موقع ہوتا ہے کہ بعض جوڑوں کے لیے ہر صورت میں ہارنے کی صورتحال پیدا کر دیتا ہے۔ اگر جوڑے میں سے کوئی (لڑکا یا لڑکی) رومانوی (Romantic) رویہ دکھا رہا ہے تو اس سے ایک نتیجہ یہ نکالا جا سکتا ہے کہ وہ جنسِ مخالف سے حقیقی محبت کرتا ہے لیکن اُس کے عشقیہ رویے سے یہ بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ صرف ویلنٹائن ڈے کے تہوار کے موقع پر ایسا دکھلاوا کر رہا ہے۔۔۔ چنانچہ ویلنٹائن ڈے پر دل جیتنا اور بڑھتی ہوئی امیدوں کو پورا کرنا نہایت مشکل ہوتا ہے۔ تاہم اِس موقع پر ہارنا آسان ہوتا ہے۔"

محققین کیتھرین اور نیوبرگ کے مطابق اپنی محبت کا اظہار کرنے والا عاشق یا منگیتر یا خاوند ویلنٹائن ڈے کے موقع پر چاہے کتنا ہی محبت کا اظہار کرے لیکن اُس پر یہی شک کیا جائے گا کہ وہ اِس تہوار کی مناسبت سے صرف دکھلاوا کر رہا ہے اور محقق نیوبرگ کی ایک دوسری تحقیق 1996ء میں یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ جب توقعات پوری نہیں ہوتیں تو اُس کے منفی اثرات انسانوں کے آپس کے تعلقات پر مرتب ہوتے ہیں۔

---

1) Morse, Katherine A. & Neuberg, Steven L. (2004). "How do holidays influence relationship processes and outcomes? Examining the instigating and catalytic effects of Valentine's Day." Personal Relationships. vol. 11, pp. 509-527.

ستم بالائے ستم یہ کہ مغرب کے باقی اجتماعات کی طرح یہ تہوار بھی مجموعی طور پر اجتماعی بے غیرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے منایا جاتا ہے۔ڈاکٹر کیتھرین مورس رقمطراز ہیں:

"Because most couples celebrate publicly, Valentine's Day also offers a special opportunity to compare one's own relationship with those of others. Doing so can be problematic, however, as we may not recognize at the time that many of the apparently enamored couples we observe may merely be enacting the prescibed Valentine's Day script, creating a public state of "Pluralistic puppy love" that positively skews people's estimates of the amount of romance and love in other relationships. Unfavorable social comparisons create negative affect and dissatisfaction and, in this case, may increase the likelihood of realtionship dissolution."(Ibid).

(NADEEM IQBAL)
Asstt Warrant Officer
WO I/c MICAP Sec.
No 217 ALD, PAF

"چونکہ اکثر جوڑے یہ تہوار پبلک میں مناتے ہیں اس لیے ویلنٹائن ڈے ہر کسی جوڑے کو اپنے تعلقات کا دوسرے جوڑوں سے موازنہ کرنے کا خاص موقع مہیا کرتا ہے۔ لیکن ایسا کرنے کے بہت سے نقصانات ہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ہم اُس وقت یہ احساس نہ کرسکتے کہ بہت سے جوڑے جو بظاہر ایک دوسرے سے محبت کا اظہار کررہے ہوتے ہیں وہ صرف ویلنٹائن ڈے کی رسومات کو پورا کررہے ہوتے ہیں اور یہ بات بڑی آسانی سے پبلک میں "دل پھینک قسم کی سستی اجتماعی محبت" (Pluralistive Puppy Love) کا روپ اختیار کرلیتی ہے اور آپس کے رومانی تعلقات میں محبت کی مقدار کے متعلق لوگوں کے معیاروں کو منحرف کرکے رکھ دیتی ہے۔ نتیجتاً غیر موزوں معاشرتی موازنوں کی وجہ سے منفی اثرات اور بے اطمینانی پیدا ہوتی ہے اور اس صورت میں تعلقات ٹوٹنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔" (بحوالہ: ایضاً)

یہی نہیں بلکہ ویلنٹائن ڈے کو پبلک میں منانے کی وجہ سے لڑکوں اور لڑکیوں کو پتہ چلتا ہے کہ معاشرے میں اور لڑکے لڑکیاں بھی موجود ہیں جن سے عشق رچایا جاسکتا ہے اور بہتر عشق کی

امیدیں باندھی جاسکتی ہیں۔ محققین کیتھرین اور نیوبرگ کے مطابق اس وجہ سے بھی جوڑوں کے آپس کے تعلقات ٹوٹتے ہیں اور وہ بہتر سے بہترین کی تلاش میں لگ جاتے ہیں۔

امریکی ریاست ٹیکساس کی یونیورسٹی (Southwest Texas State University) کی محقق خاتون شرلے اوگل ٹری (Shirley M. Ogletree, Ph.D.) کی تحقیق کے مطابق خواتین ویلنٹائن ڈے کو مردوں سے زیادہ اہمیت دیتی ہیں، زیادہ تحائف کے تبادلے کرتی ہیں، سرخ لباس پہنتی ہیں اور مردوں کی بہ نسبت اِس تہوار پر زیادہ توقعات وابستہ کرتی ہیں۔ چنانچہ تعلقات کے ٹوٹنے کی صورت میں صدمہ بھی زیادہ خواتین کو ہی ہوتا ہے۔ مزید برآں، ڈاکٹر شرلے (Dr. Shirley) کی تحقیق سے ایک مزید دلچسپ بات یہ آشکارا ہوئی جس کے بارے میں وہ لکھتی ہیں:

"Females and feminine individuals regardless of sex were significantly more likely than males and less feminine individuals to indicate that Valentine's Day is important to them." (1)

"خواتین اور زنانہ صفات والے مردوں نے بتایا کہ اُن کے لیے ویلنٹائن ڈے زیادہ اہمیت کا حامل ہے (بہ نسبت عام مردوں اور عورتوں کے)"
یعنی جن مردوں میں مردانگی زیادہ ہوتی ہے وہ ویلنٹائن ڈے کو اہمیت نہیں دیتے لیکن جن مردوں میں عورتوں والی خصوصیات پائی جاتی ہیں وہ یومِ محبت کو منانے کو پسند کرتے ہیں۔

امریزونا سٹیٹ یونیورسٹی کی عمرانی سائنسدان کیتھرین موریس اور سٹیون نیوبرگ اپنی

---

1) Ogletree, Shirley M. (1993) "How do I love thee?" Let me count the Valentines. Social Behaviour and Personality, 21, 129-134.

ریسرچ کے خلاصے میں لکھتے ہیں:

"We investigated the possibility that Valentine's Day, in contrast to its positive reputation, may actually lead to the demise of many romantic relationships. The increased likelihood of breakup during the 2 weeks straddling Valentine's Day supported our prediction that relationships do not always come up rosy aroung the holiday." (1)

''ہم نے اِس امکان کی تحقیق کی کہ مثبت شہرت کے برخلاف ویلنٹائن ڈے کئی عشقیہ تعلقات کو درحقیقت توڑنے کا کام کرتا ہے۔ ویلنٹائن ڈے کے اردگرد کے دو ہفتوں میں عورتوں مردوں کے تعلقات ٹوٹنے کی بڑھتی ہوئی شرح سے ہماری پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی کہ جوڑوں کے تعلقات اس تہوار کے موقع پر ہمیشہ گلابی رنگ کے نہیں ہوتے۔''

اِس لحاظ سے دیکھا جائے تو جن لڑکوں لڑکیوں کی اُن کے والدین نے منگنیاں (Engagements) کی ہوئی ہیں وہ بھی اپنے تعلقات کو ٹوٹنے سے بچانا چاہتے ہیں تو وہ ویلنٹائن ڈے جیسے تہواروں اور کورٹ شپ سے دور رہیں کیونکہ آج مغرب کے عمرانی سائنسدان بھی ایسے غیر فطری تہواروں کے خلاف اپنی تحقیقات پیش کر رہے ہیں۔

آخر پر ہم ایسے مردوں عورتوں کو بھی متنبہ کرتے ہیں جو شادی شدہ ہیں لیکن کبھی معاشرے میں دوسرے لوگوں کی دیکھا دیکھی یا کبھی اپنی بیوی کو "Surprise" دینے کی خاطر یا اُس کا دل جیتنے کی خاطر اُسے ویلنٹائن ڈے کے موقع پر ریسٹورانتوں میں نامحرم مردوں کے سامنے بے پردہ کر کے خود بھی خوار ہوتے ہیں اور اُسے بھی خوار کرتے ہیں، انھیں بھی سمجھ لینا چاہیے کہ

---

1) Morse, Katherine A. & Neuberg, Steven L. (2004). "How do holidays influence relationship processes and outcomes? Examining the instigating and catalytic effects of Valentine's Day." Personal Relationships. vol. 11, pp. 509-527.

بیوی کا دل صرف ویلنٹائن ڈے پر سرخ رنگ کے ڈبے میں چاکلیٹیں دینے یا پھول دینے یا ریسٹورنٹ میں کھانا کھلانے سے ہی خوش نہیں ہوتا۔ رسولِ کریمؐ کی سیرت بحیثیت ایک کامیاب خاوند کے ہمارے سامنے موجود ہے جس میں بیوی کا دل جیتنے کے بے شمار جائز طریقے دیکھے جاسکتے ہیں۔ غیر مسلموں کے تہواروں کو منانے سے آپس کے تعلقات مضبوط نہیں بلکہ کمزور ہوتے ہیں۔ مثلاً ویلنٹائن ڈے کے تہوار کے نقصانات سے تو غیر مسلم بھی تنگ ہیں۔
عمرانی سائنسدان خاتون کیتھرین موریس بیان کرتی ہیں:

"Note that in the absence of burdens like those imposed by Valentine's Day, it seems plausible that many realtionships with declining trajectories would remain intact across the same period of time. Indeed, many long-lasting relationships have become so precisely because they have managed to survive localized downward trajectories." (Ibid)

"یاد رہے کہ ویلنٹائن ڈے کے ڈالے ہوئے بوجھ کی غیر موجودگی میں یہ بات معقول لگتی ہے کہ بہت سے رومانوی رشتے جو دن بدن کمزور ہو رہے ہوں وہ ٹوٹنے سے بچ جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بہت سے طویل ازدواجی تعلقات اپنی تمام تر کمزوریوں کے باوجود لمبے عرصے تک اسی لیے قائم رہ جاتے ہیں۔" (بحوالہ: ایضاً)

یعنی میاں بیوی کے جو رشتے آئیڈیل نہ ہوں اُن کو ویلنٹائن ڈے جیسے تہوار صرف توڑنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ جبکہ ایسے تہوار کی غیر موجودگی میں یہ امکان رہتا ہے کہ ایسے مشکل ازدواجی تعلقات وقت کے تھپیڑوں کو برداشت کرتے ہوئے قائم رہ جائیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ جس عشق ومحبت (Love) کا ویلنٹائن ڈے درس دیتا ہے وہ دراصل شہوت پرستی (Lust) ہوتی ہے۔ میاں بیوی کے تعلقات کو ویلنٹائن ڈے یا عشق قائم نہیں رکھتے بلکہ ایک دوسرے کے لیے رعایت اور کرم فرمائی (courtesy) ازدواجی زندگی

کو قائم رکھتے ہیں۔ حضرت عمرؓ بن خطاب کی خلافت کے دور میں ایک شخص اُن کے پاس آ کر کہنے لگا۔ کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہے۔ عمر فاروقؓ نے اُس سے پوچھا:

لِمَ طَلَّقْتَهَا (تم اپنی بیوی کو کیوں طلاق دے رہے ہو؟)

اُس نے جواب دیا: لَا اَحِبُّهَا (مجھے اب اس سے محبت نہیں رہی)

عمر بن خطاب نے اُس سے کہا:

اَوَ كُلُّ الْبُيُوْتِ بُنِيَتْ عَلَى الْحُبِّ؟ فَاَيْنَ الرِّعَايَةُ وَ التَّذَمُّمُ؟

(کیا تمام گھروں کی بنیاد محبت پر ہوتی ہے؟! آخر رعایت و کرم فرمائی (Courtesy) اور محافظت (guardianship) کہاں گئے؟) (1)

نیکی کا حکم کرنے اور برائی کے خلاف آواز بلند کرنے کی فضیلت

مسلمان امت کی سب سے بڑی خصوصیت جس کی بنا پر انھیں "بہترین امت" کا لقب دیا گیا ہے وہ "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" کا فریضہ انجام دینا ہے۔ اسی کے متعلق قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُنتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ﴾ (سورہ آل عمران: آیت 110)

"اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت واصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔"

---

1) فصل الخطاب فی سیرت ابن الخطاب امیر المومنین عمر بن خطاب. للشیخ الدکتور علی محمد الصلابی. المکتبه العصریه.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ رَّاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ . (صحیح مسلم کتاب الایمان)

(تم میں سے کوئی برائی کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ برائی کو ہاتھ سے روکے۔ اگر ہاتھ سے نہیں روک سکتا تو زبان سے روکے اور اگر یہ بھی نہیں کرسکتا تو کم از کم اُسے دل میں برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔)

مسلمانوں میں سے جو بھی اِس تہوار کو مناتا ہے اُس کی معاونت (Help) نہیں کرنی چاہیے بلکہ اُسے اس کام سے (حکمتِ تبلیغ کے ساتھ) روکنا چاہیے کیونکہ مسلمانوں کا کفار کے تہوار منانا ایک منکر (Evil act) اور برائی ہے جس سے منع کرنا واجب ہے۔ اس سلسلے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اور جس طرح ہم ان کے تہواروں میں کفار کی مشابہت نہیں کرتے تو اس طرح مسلمانوں کی اس سلسلے میں مدد و اعانت بھی نہیں کی جائیگی بلکہ انہیں اِس سے روکا جائے گا۔ (الاقتضاء 2/ 519-520) شیخ الاسلام کے فیصلے کی بنا پر مسلمان تاجروں کے لیے جائز نہیں کہ وہ یوم محبت کے تحفے اور تحائف کی تجارت کریں، چاہے وہ کوئی معین قسم کا لباس ہو یا سرخ گلاب کے پھول وغیرہ اور اسی طرح اگر کسی شخص کو یوم محبت میں کوئی تحفہ دیا جائے تو اُس تحفہ کو قبول کرنا بھی جائز نہیں، کیونکہ اسے قبول کرنے میں اس تہوار کا اقرار اور اسے صحیح تسلیم کرنا ہے اور باطل و معصیت میں مدد ہے۔ (1)

---

1) حکم الاحتفال بعید الحب فی ضوء الکتاب و السنة (اللغة الاردیة)
ترتیب: شفیق الرحمن ضیاء اللہ، مراجعة: ابو عبد المعید مطبوعه الریاض، 2008ء

آج ہمارے اسلامی معاشرے میں جو لوگ ویلنٹائن ڈے اور اُس کے ساتھ آنے والی بے حیائی کے خلاف آوازِ احتجاج اُٹھاتے ہیں (چاہے وہ مذہبی جماعتوں کے کارکن ہوں یا اخبارات کے صحافی یا میڈیا کے صالح مبصرین)، وہ لوگ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا عظیم فریضہ انجام دے رہے ہیں اور اُن کے لیے اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے سلسلے میں امام قرطبیؒ نے حضرت ابوھریرہؓ کا ایک اثر اپنی کتاب "التذکرہ" (صفحہ 555) میں روایت کیا ہے:

اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ حَوْرَاء یُقَالُ لَھَا "اَلْحَیْنَاء"۔۔۔۔۔وَھِیَ تَقُوْلُ: "اَیْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاھُوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ؟

"جنت میں ایک حور ہے جس کا نام "حینا" ہے اور ہزاروں خدمت گار لڑکیاں اس کی خدمت کے لیے ہیں یہ حور کہتی ہے: کہاں ہیں معاشرے میں لوگوں کو نیکی کا حکم کرنے والے اور لوگوں کو برائی سے روکنے والے (کہ میں ان کا انعام ہوں)۔"

اسی طرح جو لوگ 14 فروری کو ویلنٹائن ڈے کے خلاف آواز بلند کرنے کے لیے "یومِ حیا" مناتے ہیں وہ بھی امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا عظیم فریضہ انجام دے رہے ہیں کیونکہ اسلامی معاشرے کی زندگی "حیا" سے ہے اور اس کی موت "بے حیائی" میں ہے۔

اس کے برعکس جو لوگ برائی کو اپنے گھر میں یا اپنے خاندان میں یا معاشرے میں دیکھتے ہیں لیکن اُس کے خلاف کسی قسم کا احتجاج نہیں کرتے کہ کہیں اُن کی اپنی مقبولیت میں کمی نہ آجائے یا لوگ اُن سے ناراض نہ ہو جائیں تو ایسے لوگوں پر اللہ کا عذاب نازل ہو کر رہتا ہے۔ترمذی میں حضرت حذیفہ بن یمانؓ روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ اَوْ لَیُوْشِکَنَّ اللّٰہُ اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عِقَابًا مِّنْہُ، ثُمَّ تَدْعُوْنَ فَلَا یُسْتَجَاب

لکُم. (الترمذی: 2169حدیث نمبر) (1)

(قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم ضرور بالضرور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے رہو گے ورنہ بہت قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے تم پر کوئی عذاب مسلط کردے۔ پھر تم دعائیں بھی مانگو گے تو تمہاری دعائیں قبول نہ ہوں گی۔)

ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"جو لوگ اپنے درمیان منکر (برائی) کو دیکھیں اور اُس پر نکیر نہ کریں تو بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن سب پر اپنا عذاب نازل کردے۔" (مسند احمد)

رسول اللہ ﷺ نے حدیث میں یہ بھی فرمایا:
"اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل پر وحی کی کہ فلاں بستی کو اُس کے باشندوں کے ساتھ اُلٹ دو!۔ جبرئیل نے کہا: 'اے رب! اِس میں تیرا فلاں بندہ بھی تو ہے، جس نے ایک لمحے کے لیے بھی تیری نافرمانی نہیں کی۔' اللہ تعالیٰ نے کہا: 'اِس بستی کو اُس عبادت گزار پر اُلٹ دو! اِس لیے کے (بستی میں نافرمانی ہوتی رہی) اور میری خاطر ایک گھڑی کے لیے بھی اُس شخص کے چہرے کا رنگ متغیر نہیں ہوا'۔" (بیہقی)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ نیک ہونا اور خود برائیوں سے بچنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ ہماری نجات صرف اسی صورت میں ہوسکتی ہے، جب ہم ایمان کے بعد، عمل صالح بھی کریں اور حق بات کی نصیحت (تواصوا بالحق) لوگوں کو کرتے رہے یعنی نیک کام کرنے کا حکم دیتے رہیں اور منکرات (برائیوں) سے روکتے رہیں۔ صرف اِسی صورت میں ہم اللہ کے بھیجے ہوئے اجتماعی عذاب سے بچ سکتے ہیں۔

---

1) امام ترمذی نے اپنی 'جامع' میں اِس حدیث کو حسن کا درجہ دیا ہے۔

کیا آپ معاشرے کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں؟

اصلاحِ معاشرہ کا ایک طریقہ یہ ہے کہ لوگوں تک حق بات پہنچائی جائے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهٖ (صحیح مسلم)

"جو شخص، کسی نیک کام کی طرف، کسی دوسرے شخص کی راہنمائی کرے گا، اُسے نیک کام کرنے والے کے برابر اجر اور ثواب دیا جائے گا"

آیئے اصلاحِ معاشرہ کے کام میں دینِ اسلام کی مدد کریں۔ آپ کی دی ہوئی کتابوں کی وجہ سے جس گھر میں جو اچھے اثرات ہوں گے، آپ اُس اجر میں برابر کے شریک ہوں گے۔ ڈاکٹر گوہر مشتاق کی اصلاحِ معاشرہ کے موضوع پر کتابوں کے سیٹ کو خرید کر اپنے رشتہ داروں کو تحفے میں دیں:

1----- موسیقی، اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں

2----- ایک آنکھ والا دجال

3----- انسانی دل اور قبولِ اسلام۔ ایک مذہبی اور سائنسی تجزیہ

4----- معرکۂ روح و بدن

5----- پردہ: عقلمند خواتین کا انتخاب

6----- دجالی دور اور مسلم نوجوان

7----- داڑھی کی اہمیت قرآن و سنت اور جدید سائنس کی روشنی میں

8----- ویلنٹائن ڈے۔ بُت پرست رومیوں کا تہوار

9----- سورۃ الواقعہ کی سائنٹفک تفسیر

10----- سورۃ یٰسٓ کی تفسیر

11----- تزکیۂ نفس، اسلام اور جدید علم نفسیات کی روشنی میں

تبلیغی مقاصد کے لئے پورا سیٹ یا بڑی تعداد میں کتابیں خریدنے پر خصوصی رعایت۔ تفصیلات کے لئے درج ذیل پتہ پر رابطہ کریں۔ مکتبہ خواتین میگزین، لاہور

فون نمبر: 0321-4708024 / 423-543566